آیات احکام کی تفسیر عہد نبوی اور عہد صحابہ میں

☆محمد الیاس اعظمی

Abstrect

Quran is the first source of law in Islam and the Sunah(The way of prophet PSBH) has the value as explanator of the holy Quran also has the status of Legislation. That's why where God gives the order of his obedience to the believers has also given the order of obedience of prophet PSBH on permanent bases.

At the descending of the Holy Quran the first Addressers of the holy Quran were the companions.If they faced any problem or they needed any guidance they contacted prophet PSBH.He PSBH explained it to them by his saying or by his action which is remembered as (Hadith or Sunnah)His way of explanation was he PSBH use to recite the verse of Holy Quran relating to the matter and then explained it or First explain the matter then recite the verse relating to the matter .

After prophet PSBH left this world if companions faced any matter and needed explanation on it they contacted the Grand Companions especially the Jurisdictive companions .so the series of the explanation of the Quran with hadith which was started from the period of prophet PSBH is still continued till today and will continue till the day of judgment . This all process is explained in the following article

Keywords: Quran, Jurisdictive companions, verse, explanation,

قرآن مجید دنیائے انسانی کی طرف سے آخری الوہی ضابطہ حیات ہے، جو خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر عربی میں نازل کیا گیا۔ مگر اس کا پیغام عرب و عجم سے تو تعلق رکھنے والے ہر فرد بشر کی طرف ہے۔ عربی اُم الالسنۃ ہونے کے ساتھ معانی و مطالب کے اعتبار سے اپنے دامن میں بڑی وسعت رکھنے والی زبان بھی ہے۔ اس لئے بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض اہل زبان کو بھی کئی لفطب کے معنی کے تعین کے لئے مشکل کا سامنا کرنا پڑھتا ہے۔ جب عام عربی کلمات کا معاملہ ایسا ہے تو قرآن مجید جو کلام الہٰی ہے، اس کے نظم و کلمات کا عالم کیا ہوگا؟

☆ لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، منہاج یونیورسٹی، لاہور

چنانچہ ذہنِ انسانی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآنیات کے کسی طالب علم کو ایسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑے تو وہ کس ذریعے سے اس مشکل سے خلاصی پائے۔ عربی لغات بھی اس مسئلہ کو حل کرنے میں ناکام نظر آتی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب قرآنی آیات کے ذریعے بعض احکام پہنچے تو انہیں بھی اہل زبان ہونے کے باوجود قرآنی اجمال کی تفصیل پوچھنے کی ضرورت محسوس ہوئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسارات پر قرآن کریم کے اجمالی احکام کی تفصیل بیان فرمائی، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے مفسر اول حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے: اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے۔ آئندہ سطور میں اسی سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بحیثیت مفسر منہجِ تفسیر کیا تھا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اسلوب تفسیر جنہوں نے نزول قرآن کا مقدس دور دیکھا تھا، جن کی مادری زبان بھی عربی تھی۔ صحابہ کرام کو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ جب قرآن فہمی میں انہیں کوئی الجھن پیش آتی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کرتے تو آپ اپنی مبارک زبان سے اس کی وضاحت فرمادیتے تھے۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مناصب جلیلہ میں سے ایک منصب قرآن مجید کے مفسر و ترجمان اور مبین کا بھی تھا خود قرآن اس منصب نبوت کا تذکرہ یوں کرتا ہے:

وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْہِ۔[1]

"اور (اے نبیِ مکرّم!) ہم نے آپ کی طرف ذکرِ عظیم (قرآن) نازل فرمایا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لیے وہ (پیغام اور احکام) خوب واضح کر دیں جو ان کی طرف اتارے گئے ہیں۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رفیق اعلیٰ سے مل جانے کے بعد جب فتوحات کے نتیجہ میں اسلامی ریاست کا دائرہ وسیع ہوا اور تمدن میں وسعت پیدا ہونے لگی تو دینی احکام کے حوالے سے نئی نئی صورتیں پیش آنے لگیں نئے نئے مسائل پیدا ہوئے تو آیاتِ احکام کے مطالعہ میں بھی وسعت پیدا ہونے لگی۔ قرآن مجید سے نوپید امسائل کا حل نکالنے کے لیے غور و فکر کی نئی جہتیں سامنے آنے لگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کی وہی تفسیر بیان کرتے تھے جو انہوں نے بالواسطہ یا بلاواسطہ زبان رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی یا جس آیت کا سبب نزول وہ جانتے تھے یا غور و فکر کے نتیجہ میں بطریق اجتہاد ان پر منکشف ہوتی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قدسی صفات گروہ میں جن خوش نصیب حضرات کو کلام الٰہی کے فہم میں خصوصی امتیاز حاصل تھا۔

عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد تابعینؒ کا دور شروع ہوتا ہے تو اس دور میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ، سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ، ضحاک رحمۃ اللہ علیہ، اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے اصحاب فضل و کمال کی سعی و کاوش سے علم تفسیر کو عروج ملا۔ دور تابعین ہی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اس دور میں پہلی مرتبہ تفسیر ایک مدون صورت میں منظر عام پر آئی پروفیسر غلام احمد حریری، میزان الاعتدال علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"غالباً سب سے پہلے اس فن کی جس نے ابتداء کی وہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ عبد الملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے تفسیر لکھنے کی درخواست کی چنانچہ انہوں اس کی فرمائش کے مطابق تفسیر لکھ کر دربار خلافت میں بھیج دی۔ عطاء بن دینار رضی اللہ عنہ کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے وہ در حقیقت یہی تفسیر ہے۔" (2)

فن تفسیر نگاری کا آغاز تو تفسیر بالماثور سے ہوا تھا۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ جب مختلف علوم وفنون کا ذوق رکھنے والے علماء نے اس میدان میں قدم رکھا تو پھر ہر عالم نے اپنے علمی ذوق کے مطابق قرآن کی تفسیر کی تو اس طرح سے اس علم میں وسعت پیدا ہوتی چلی گئی۔ امام جلال الدین سیوطی (م۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہماری آسمانی کتاب قرآن کریم تمام علوم کا سرچشمہ اور آفتاب علوم کا مطلع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر چیز کا علم فراہم کر دیا ہے اور اس کو ہدایت و گمراہی دونوں باتوں کے واضح بیانوں سے بھر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک فن کا ماہر اسی سے مدد لیتا اور اپنے مسائل کی تحقیق میں اسی پر اعتماد کیا کرتا ہے۔ فقیہ اس سے احکام کا استنباط کرتا ہے اور حلال و حرام کے مسائل نکالتا ہے، تو نحوی اس کی آیتوں پر اپنے قواعد اعراب کی بنیاد رکھتا ہے اور غلط و صحیح کلام کا امتیاز کرتا ہے۔ اور علم بیان کا ماہر بھی خوبی بیان اور عبادت آرائی میں اس کی روش پر چلتا نظر آتا ہے گذشتہ قوموں کی تواریخ اس میں موجود ہے اور پند و نصائح کا وہ ذخیرہ رکھتی ہے جس سے اہل دل اور صاحب نظر اشخاص عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہیں۔" (3)

خلاصۂ کلام یہ کہ جو بھی عالم کسی فن میں ممتاز تھا اس نے اپنے فن کے قالب میں قرآن کریم کی تفسیر کی یوں تفسیری تصانیف کا ایک بڑا ذخیرہ معرض وجود میں آگیا۔ اس طرح اگر علوم وفنون کے اعتبار سے کتب تفسیر کو تقسیم کیا جائے تو درج ذیل اہم ترین قسمیں قرار پاتی ہیں:

فقہی تفاسیر:

وہ تفاسیر جن میں قرآن مجید کی صرف ان آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے جن سے کوئی نہ کوئی فقہی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے جیسے احکام القرآن، ابو بکر رازی، احکام القرآن قاضی یحییٰ بن کثم وغیرہ۔

ادبی تفسیر:

تفسیر کی وہ کتب جن میں قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اس کا معجز و بے نظیر ہونا ثابت کیا گیا ہے ایسی تصانیف میں وہ سب کتب تفسیر شامل ہیں جن میں قرآن مجید کی حقیقت و مجاز، تشبیہات و استعارات بدائع وصنائع وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔ جیسے تفسیر الکشاف وغیرہ۔

تاریخی تفسیر:

وہ کتب تفسیر جن میں قرآن مجید میں مذکور انبیاء سابقین اور دیگر بزرگوں کے قصص و واقعات کی تفصیلات کو بیان کیا گیا ہو۔ سابقہ اقوام پر آنے والے عذابات ان کے تاریخی احوال کا بیان بھی تاریخی تفسیر کے ضمن میں ہی آتا ہے۔ تفسیر روح البیان کا شمار ایسی تفاسیر میں ہی ہوتا ہے۔

نحوی تفسیر:

قرآن مجید کے نحوی مسائل اور اعراب اور وجوہِ اعراب سے متعلق لکھی جانے والی تفاسیر جیسے محمود درویش کی اعراب القرآن وغیرہ اسی قبیل سے ہیں۔

لغوی تفسیر:

قرآن کے مفردات و کلمات، ان کے معانی، قرآنی اشباہ و نظائر اور ان کی تحقیق پر مشتمل کتب تفسیر قرآن مجید کی لغوی تفسیر کہلاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں لغات القرآن ابو عبیدہ، المفردات فی غریب القرآن امام راغب اصفہانی کی مشہور و متداول ہیں۔

کلامی تفسیر:

قرآن مجید کی وہ آیات جن میں عقائد سے متعلق امور بیان ہوتے ہیں ان کے مباحث پر مشتمل کتب کلامی تفسیر کہلاتی ہیں۔ امام رازی کی تفسیر کا بڑا حصہ تفسیر کی اسی قسم پر مشتمل ہے۔(4)

فقہی تفسیر کا تاریخی پس منظر

تفسیر کی جملہ اقسام جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے تفسیر احکام کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود قرآن کی تاریخ پرانی ہے۔ اس لیے کہ جب قرآن مجید نازل ہو رہا تھا تو جو احکام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دقت فہم کا باعث بنتے تو وہ ان کے بارے میں براہِ راست سوال کر کے اپنی مشکل حل کر لیتے تھے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے درمیان فروعات میں اختلاف کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں علم فقہ بحیثیت فن مدون نہ تھا اور نہ اس وقت احکام کے بارے میں بحث کا وہ طریقہ تھا جو بعد میں رائج ہوا کہ فقہاء اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کر کے مدلل طور پر کسی حکم کے ارکان و شرائط و آداب بیان کرتے ہیں فرضی مسائل سامنے رکھ کر ان پر بحث کرتے ہیں اور اشیاء کی جامع مانع تعریف بیان کرتے اور جن امور پر کسی مسئلہ کا انحصار ہے اسے واضح کرتے ہیں وغیرہ۔“(5)

واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ آپ وضو فرماتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کا طریق وضو دیکھ کر اسے اختیار کر لیتے بغیر اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتاتے کہ فلاں کام وضو میں لازمی ہے اور فلاں کام بہتر ہے۔ اسی طرح

آپ نماز پڑھتے اور صحابہ کرام آپ کو نماز پڑھتے دیکھتے اور جس طرح آپ ﷺ نماز پڑھتے اسی طرح خود بھی ادا کرتے ، نیز انہوں نے جس طرح آپ کو حج کرتے دیکھا اسی طرح خود بھی حج کرنے لگے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"صحابہ رضی اللہ عنہم صرف وہی سوالات پوچھتے جو سود مند ہوں یعنی بے فائدہ سوالات نہیں کرتے تھے۔"

نبی اکرم ﷺ قرآن مجید کے مفسر اول

قرآن مجید نبی اکرم ﷺ کے منصب نبوت کو مختلف پیرایہ میں یوں واضح کرتا ہے:

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ(6)

"اور ہم نے آپ کی طرف کتاب نہیں اتاری مگر اس لیے کہ آپ ان پر وہ (اُمور) واضح کر دیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور (اس لیے کہ یہ کتاب) ہدایت اور رحمت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لے آئی ہے۔"

مزید ارشاد فرمایا:

"إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ"(7)

"(اے رسولِ گرامی!) بے شک ہم نے آپ کی طرف حق پر مبنی کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں میں اس (حق) کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے آپ کو دکھایا ہے۔"

مذکورہ آیات کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کے منصب نبوت میں یہ بات بھی شامل تھی کہ آیاتِ کتاب اور احکام الہیہ کو کھول کھول کر اور پوری وضاحت کے ساتھ امت تک پہنچادیں۔ گویا کہ قانونی اعتبار سے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی دو جہتیں تھیں یا یہ کہ آپ کی درج ذیل دو حیثیتیں تھیں:

۱۔ نبی کریم ﷺ کی تشریحی حیثیت

۲۔ نبی کریم ﷺ کی تشریعی حیثیت

سنت و سیرت نبویہ کی تشریحی حیثیت پر بحث کرتے ہوئے عصر حاضر کے عظیم مسلم مفکر پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری رقمطراز ہیں:

"تشریحی جہت کے اعتبار سے سنت و سیرتِ نبوی ﷺ قرآن کی شارح ہوتی ہے اور وہ احکام الٰہی کے صحیح منشاء و مراد کو واضح کرتی ہے، اور اس کی تفصیلات و جزئیات متعین کرتی ہے۔ جس کی مختلف صورتیں سامنے آتی ہیں مثلا:

۱۔ تخصیص العام، مثلاً آیۃ الجلد کی بیان کردہ حد زنا میں الزانی اور الزانیہ کے مفہوم کی تخصیص اور قرآن کے حکم وصیت پر ایک تہائی حصہ جائیداد کی تخصیص۔

۲۔ بیان مجمل، مثلاً مفہوم صلوۃ، تعداد رکعات اور تفصیل اوقات وغیرہ کا بیان.

۴۔ استثناء، مثلاً حرمت میتۃ میں مچھلی اور ٹڈی کا استثناء اور غسل رجلین کے حکم میں."

مسح علی الخفین" کا استثناء۔

۵۔ زیادہ، مثلاً حد زنا کے ساتھ قید یا جلاوطنی (تغریب عام) کا اضافہ اور جمع بین الاختین کے حکم پر پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کی ممانعت کا اضافہ ۔

۶۔ تقیید المطلق، مثلا حد سرقہ کے لیے نصاب کی قید اور قطع ید کے لیے مفہوم حد کا تعین۔

۷۔ توضیح مشکل، وقت سحری کے ضمن میں بیاض النہار اور سواد اللیل کے مفہوم کی توضیح۔"(8)

سنت و سیرت نبویہ کی مندرجہ بالا تشریحی صورتوں کی حدیث سے مثالیں درج ذیل ہیں:

تخصیص العام:

"عن عبادة بن الصامت أن النبيﷺ قال: خذوا عنى، قد جعل الله لهن سبيلا، البكر بالبكر جلد مائة ونفى سنة، والثيب بالثيب جلد مائة والرجم-"(9)

"حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے احکام سیکھ لو، اللہ تعالی نے بدکار عورت کے معاملہ میں سبیل پیدا کر دی ہے کہ زنا کرنا والے غیر شادہ شدہ (مرد و عورت) کو سو کوڑے لگائے جائیں اور ملک بدر کر دیا جائے۔ جبکہ شادی شدہ (مرد و عورت دونوں کو) سو کوڑے اور رجم کیا جائے گا۔"

اگر ان دونوں میں سے ایک غیر شادی شدہ ہے۔ تو اس کو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ ایک اور روایت کچھ اس طرح ہے:

"عن على حين رجم المرأة يوم الجمعة أنه قال رجمتها بسنة رسول اللهﷺ، وفى رواية: وجلدتها بكتاب الله." (10)

"حضرت علی سے روایت ہے کہ جب انہوں نے جمعہ کے دن ایک عورت کو رجم کیا تو فرمایا: کہ میں نے اس کو سنت کے مطابق رجم کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو کتاب اللہ کے مطابق کوڑے لگائے ہیں۔" ایک اور روایت میں تخصیص العام کا عنصر کچھ اس طرح ہے:

''قول الرسول لسعد حين قال: أوصى بمالي كله؟ قال لا. قال: فالنصف؟ قال لا، قال: فالثلث ؟ قال: الثلث والثلث كثير.'' (11)

بیان مجمل:

''قد جاءت صفة الصلاة مجملة بينها النبيﷺ بأفعاله واقواله حين قال: ''صلوا كما رأيتموني أصلي.'' أخرجه البخارى فى الحديث لمالك بن الحويرث-'' (12)

''نماز کا حکم مجمل آیا تھا جس کو بنی اکرم ﷺ نے اپنے اقوال وافعال (سنت) کے ذریعے اس وقت واضح فرمادیا جب آپ نے یہ فرمایا:''اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو۔اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ ''

''عن أنس أن النبيﷺ قال: ''فى سائمة الغنم الزكاة-''(13)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سائمہ بکریوں میں زکوۃ (واجب) ہے۔''

اِستثناء:

''عن عبدالرحمن بن زيد بن اسلم عن ابيه عن ابن عمر عن النبىﷺ قال: احلت لنا ميتتان ودمان الحوت والجراد والكبد الطعال -رواه ابن ماجه، كتاب الأطعمة(14)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کر دیئے گئے ہیں۔ مچھلی اور ٹڈی، جگر (کلیجی) اور تلی۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے کتاب الاطمعہ میں روایت کیا ہے۔

''عن جرير بن عبد الله البجليّ قال: رأيت رسول الله ﷺ بال، ثم توضأ ومسح على خفَيه.''(15)

''حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی روایت کرتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ نے بول کیا پھر وضو کیا فرمایا پھر موزوں پر مسح کیا۔''

زیادت:

''عن عبادة بن الصامت عن أبى هريرة أن رسول الله ﷺ قال: لا يُجمع المرأة و عمتها، ولا بين المرأة وخالتها-'' (16)

"حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بھتیجی اور پھوپھی نیز بھانجی اور اس کی خالہ کو ایک نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔"

تقیید مطلق:

"عن عائشة قالت: قال النبیﷺ تقطع الید فی ربع دینار فصاعدا."[17]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (کم از کم) چوتھائی دینار یا اس سے زائد (کی چوری کی صورت میں) ہاتھ کاٹا جائے گا۔"

"عن عمرو بن شعيب قال: أتي النبیﷺسارق فقطع يده من مفصل الكف."[18]

"عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک چور لایا گیا تو اس کا ہاتھ کلائی سے کاٹا گیا۔"

توضیح مشکل:

"قال عدي بن حاتم : لما نزلت تلك الآية قلت: يا رسول الله ﷺ إني أجعل تحت وسادتي عقالين عقالا أبيض وعقالا اسود أعرف الليل من النهار، فقال رسول اللهﷺ "إن وسادك لعريض، إنما هو سواد الليل وبياض النهار."[19]

"عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے تکئے کے نیچے دو دھاگے رکھ لیتا ہوں ایک سفید دھاگہ اور ایک سیاہ دھاگہ اس سے میں دن اور رات کا امتیاز کر لوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا تکیہ تو چوڑا ہے ساہی اور سفیدی سے مراد تورات کی تاریکی اور دن کی روشنی ہے۔"

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری سنت و سیرت نبویہ کی تشریحی حیثیت واضح کرنے کے بعد سنت و سیرت نبویہ کی تشریعی حیثیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اس سے مراد شریعت اسلامیہ کی وہ تشریع اور حکم سازی ہے جو قرآن مجید سے نہیں بلکہ براہ راست سنت نبوی ﷺ سے عمل میں آئی ہے پہلی نسبت سے حضور ﷺ شریعت اسلامی کے شارح ہیں اور اس نسبت سے شارعِ اسلام میں بہت سے احکام شرعی ایسے ہیں جو قرآن مجید میں وارد نہیں ہوئے وہ حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمائے اور صرف احادیث مبارکہ کے ذریعے سے ثابت ہوئے مثلاً "کفارۂ صوم" مردوں کیلیے سونے اور ریشم کی حرمت وغیرہ۔"[20]

ان احکام شرعیہ کو بھی درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ تشریع امر:

اس سے مراد وہ شرعی احکام ہیں جن کے کرنے کا حکم صرف براہ راست فرمانِ رسول ﷺ سے ثابت ہے جیسے مسواک کرنا۔

۲۔ تشریع نہی:

بعض اشیاء و اعمال کا براہ راست سنت سے حرام ٹھہرایا جانا مثلاً مردوں کے لیے ریشم اور سونے کے زیور وغیرہ۔

۳۔ تشریع جنائی:

وہ احکام شرعیہ جو اصلا قرآن مجید میں مذکور نہ تھے اور ان کی تشریع براہ راست سنتِ نبوی ﷺ سے ہوئی مثلا حد شراب، حرمت شراب کا حکم قرآن میں تھا لیکن اس کی سزا قرآن نے نہیں بلکہ سنت نبوی ﷺ نے متعین کی جو اسی ۸۰ کوڑے ہیں۔ حد رجم شادی شدہ مرد و عورت کیلئے سزائے زنا۔ حد ارتداد مرتد کی سزائے موت بھی سنت نبوی ﷺ سے متعین ہوئی ہے۔

۴۔ تشریع سبب:

وہ حکم جو کسی دوسرے قانونی فعل کے سبب سے وجود میں آیا ہو اس کی تشریع بھی سنت نبوی ﷺ سے ہوئی مثلاً قاتل کا مقتول کی وراثت سے محروم ہونا۔

۵۔ تشریع کفارہ:

اس کی مثال کفارہ صوم ہے ساٹھ مسلسل روزے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا ہے۔

۶۔ تشریع شہادت:

مقدمات میں عدالتی ضابطہ جات اور شہادات کے قوانین مثلاً: ''البینة علی المدعی والیمین علی من انکرہ'' سو اسلام اور احکام شریعت کو کاملاً سمجھنے اور ان پر صحیح عمل کرنے کے لیے قرآن و سیرت و سنت لازم و ملزوم اور ناگزیر ہیں۔ دو میں سے کسی ایک کی بھی حجیت و ضرورت شرعی کا انکار دین اور شریعت اسلامی کو نامکمل اور ناقابل عمل بنا دے گا۔[21]

نبی اکرم ﷺ کا اسلوب تفسیر:

نبی اکرم ﷺ کا اسلوب تفسیر ایسا نہ تھا جیسا کہ عام مفسرین کرام کا ہے یہ کہ پہلے مفرداتِ قرآن کے معانی بیان کئے جائیں یا وجوہ اعراب کو بیان کیا جائے یا یہ کہ ربط بین الآیات ظاہر کیا جائے۔ بلکہ آپ ﷺ کا کسی بھی آیت کریمہ

کی تفسیر بیان کرنے میں عمومی طریقہ یہ تھا کہ آپ ﷺ کوئی مسئلہ بیان فرمادیتے اور آخر میں آیت پڑھ دیتے۔ اس طرح وہ آیت اس مسئلہ کے لیے دلیل بن جاتی اور وہ مسئلہ آیت کی تفسیر بن جاتا۔ (22)

اس کی مثال ملاحظہ ہو، امام بخاری اپنی صحیح میں سورۃ اللیل کی تفسیر میں ایک روایت نقل کرتے ہیں:

عن علی قال کنا فی جنازة فی بقیع الغرقة فاتانا رسول الله ﷺ فقعدو قعدنا حوله ومعه مخضرة فنکس فجعل ینکث بمخضرته ثم قال: مامنکم من احد اوما من نفس منفوسة الاقد کتب مکانها من الجنة والنار والا قد کتبت شقیة او سعیدة. فقال رجل: یارسول الله ﷺ افلا نتکل علی کتابنا وندع العمل؟ فمن کان منامن اهل السعادة فسیصیر الی اهل السعادة ومن کان منا اهل الشقاء فسیصیر الی عمل اهل الشقاء. ثم قال: اما اهل السعادة فیسیرون لعمل اهل السعادةِ واما اهل الشقاوة فیسیرون لعمل اهل الشقاء ثم قرأ: فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنیٰ(23)

"حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بقیع میں ایک جنازہ میں حاضر تھے تو حضور ﷺ ہمارے پاس آئے اور تشریف فرما ہو گئے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ کے پاس آپ کی چھڑی تھی آپ نے اس کو رکھا پھر اپنی چھڑی کے ساتھ زمین کریدنا شروع کر دی پھر ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک شخص یا نفس کا ٹھکانہ پہلے سے لکھ دیا گیا ہے کہ جنتی ہو گا یا دوزخی ہو گا۔ سعادت مند ہے یا شقی ہے تو اس پر ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ پھر ہم اپنے نوشتہ پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں؟ جو سعادت مند ہے وہ از خود سعادت مند بن جائے گا اور جو شقی ہے وہ از خود شقی بن جائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل سعادت کو نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے اور اہل شقاوت کا میلان برے اعمال کی طرف ہوتا ہے پھر آپ ﷺ نے سورۃ اللیل کی یہ آیات تلاوت فرمائیں۔ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی، وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی، فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی" پس جس نے (اپنا مال اللہ کی راہ میں) دیا اور پرہیز گاری اختیار کی۔ اور اس نے (اِنفاق و تقویٰ کے ذریعے) اچھائی (یعنی دینِ حق اور آخرت) کی تصدیق کی۔ تو ہم عنقریب اسے آسانی (یعنی رضائے الٰہی) کے لیے سہولت فراہم کر دیں گے۔"

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"فقال: اعملوا فکل میسرلما خلق له-"(24)

"عمل کئے جاؤ، ہر شخص کے لیے وہی عمل آسان کیا جاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔"

اسی طرح سورۂ انعام کی آیت کریمہ ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۔[25]

"جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو (شرک) کے ظلم کے ساتھ نہیں ملایا انہی لوگوں کے لیے امن (یعنی اخروی بے خوفی) ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔"

یہ آیت کریمہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تشویش ہوئی کہ ہم میں سے کون ہے؟ جس نے اپنے آپ پر ظلم نہ کیا ہو چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور اپنی تشویش کا ماجرا عرض کیا۔

جامع ترمذی میں ہے:

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال لمانزلت "الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ" فشق ذلک علی المسلمین فقالوا یارسول اللہ وایتا لم یظلم نفسه؟ قال لیس ذلک انما هو الشرک الم تسمعوا ماقال لقمان لابنه یابنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم [26]

حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں:

"جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت پریشان ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی "أینا لم یظلم نفسه؟" ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے آپ پر ظلم نہ کیا ہو؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں ظلم سے مراد گناہ نہیں بلکہ شرک ہے کیا تم نے یہ نہیں سنا جو لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔"

مذکورہ بالا دونوں مثالوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوب تفسیر بڑا واضح ہو کر سامنے آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی آیت کی تفسیر اور معنی و مفہوم کو واضح کرتے ہوئے لغت و اعراب بیان کرنے کی بجائے اس میں بیان شدہ مسئلہ کو بڑے ہی نرالے انداز میں ارشاد فرمادیتے تھے جیسا کہ موخر الذکر آیت میں ظلم کا معنی "ھو الشرک" سے واضح کرنا ہے۔

تفسیر آیات الاحکام دورِ صحابہ میں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور آیا بالخصوص خلافت راشدہ کے دور میں اسلامی حکومت حدود عرب سے نکل کر عجم تک پھیل گئی تو اسلامی معاشرے میں وسعت پیدا ہوتی چلی گئی۔ تہذیب و تمدن میں بھی وسعت پیدا ہوئی۔ لوگ کشاں کشاں اس نئی تہذیب میں داخل ہو کر اسلام کے دامن سے وابستہ ہونے لگے۔ اس طرح مختلف مسائل حیات سامنے آئے۔ مختلف اقوام سے وابستہ لوگ جب اپنے مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے، دینی احکام کی مختلف انواع کی نئی نئی صورتیں پیش آئیں تو اس طرح قرآن مجید کی آیات احکام پر غور و فکر کرنے کا سلسلہ شروع ہوا تاکہ پیش آمدہ مسائل میں ہدایت ربانی کے سرچشمہ سے راہنمائی لی جائے۔ اس دور میں صحابہ کرام کا گروہ ایک ایسا مقدس طبقہ تھا جس نے قرآن مجید کا فہم براہ راست بارگاہِ نبوت سے حاصل کیا۔ جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی

یا کوئی حکم دیا جاتا تو اگر صحابہ کرام کو وہ سمجھ میں نہ آتا تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو جاتے اور اپنی مشکل پیش کرتے تو آپ ﷺ ان کی راہنمائی فرمادیتے تھے۔ اس طرح انہیں احکام قرآن پر عمل کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی تھی۔

یہ ایک بدیہی امر ہے کہ تمام انسان ذہانت و فطانت میں برابر نہیں ہوتے بلکہ تخلیقی طور پر ان صفات میں تفاوت و فرق پایا جاتا ہے۔ صحابہ کرام بھی زمرہ انسانی سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے یہ عوارض ان میں بھی پائے جاتے تھے، بعض لوگوں کی ذہنی سطح بہت بلند اور اونچی تھی جبکہ بعض کی ذہانت و فطانت اس درجہ کی نہ تھی، اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

ولواننا رجعنا الی عهد الصحابة لوجدنا انهم لم يكونوا فی درجة واحدة بالنسبة لفهم معانی القرآن، بل تفاوتت مراتبهم۔(27)

''سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فہم قرآن میں برابر نہ تھے۔ بلکہ اس معاملے میں ان کے مراتب میں فرق پایا جاتا تھا۔''

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ صحابہ کرام اہل زبان بھی تھے اور نزول قرآن کے عینی شاہد اور نزول قرآن کے ماحول سے پوری طرح آگاہ بھی تھے۔ لیکن انہوں نے قرآن فہمی کے لئے اپنی زبان دانی اور مہارت پر اعتماد نہیں کیا بلکہ انہوں نے صاحب قرآن سے سبقاً سبقاً قرآن پڑھا اور اس کے مطالب و معانی، اسرار و رموز سے اپنے دامنوں کو بھرا۔ فہم قرآن میں صحابہ کرام کا شوق اور ان کے لگن کا اندازہ لگانا ہو تو مشہور تابعی حضرت امام ابو عبد الرحمن سلمیؒ کے اس قول کو پڑھیں:

''حدثنا الذين كانوا يقرء ون القرآن لعثمان بن عفان وعبد الله بن مسعود وغيرهم انهم كانوا اذا تعلموا من النبیﷺعشر آيات لم يتجاوزوها حتى يعلموا ما فيها من العلم والعمل۔'' (28)

''ہم سے ان لوگوں نے بیان کیا ہے، جو قرآن مجید پڑھتے اور پڑھاتے تھے، جیسے عثمان بن عفان، عبد اللہ بن مسعود وغیرہ کہ وہ جب نبی اکرم ﷺ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے اور دس آیتیں سیکھ لیتے تھے تو اس وقت تک اس سے آگے نہیں بڑھتے تھے جب تک یہ نہ جان لیتے تھے کہ ان سیکھی ہوئی آیتوں میں عمل اور علم کے فہم سے متعلق کیا باتیں موجود ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے قرآن، علم اور عمل سب کچھ ایک ساتھ سیکھا ہے۔''

امام مالک نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعلق ایک روایت نقل کی ہے:

''انه بلغه ان عبد الله بن عمر مكث على سورة البقرة ثمانية سنين يتعلمها۔''(29)

امام مالک فرماتے ہیں) انہیں خبر پہنچی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر آٹھ سال تک سورۃ بقرہ کے معانی و مطالب سیکھتے ہیں۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس ذوق و شوق کے ساتھ ہادی عالم ﷺ سے قرآن مجید سیکھا تھا پھر اسی جذبہ و شوق کے ساتھ اس کو آگے پہنچانے کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ تمام امت اس امر پر متفق ہے کہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے بعد تفسیر قرآن کا اہم ترین اور قابل اعتماد ذریعہ وماخذ اقوال صحابہ ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریق تفسیر:

کتب حدیث میں منقول تفسیر قرآن سے متعلق صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیری آراء کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی آیت قرآنی یا کلمہ قرآنی کی تفسیر و معنی بیان کرنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زیادہ کرید نہیں کیا کرتے تھے اور نہ ہی وہ بال کی کھال اتارنے کے درپے ہوا کرتے تھے۔ قرآن مجید کی تفسیر کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر محتاط تھے؟ اس کا اندازہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس قول سے لگایا جاسکتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سورۂ عبس میں مذکور لفظ "ابًّا" کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے سائل کو جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ایّ ارض تقلنی وایّ سماء تظلنی اذا قلت فی کتاب اللہ تعالی برأیی او بما لا اعلم.(30)

"کون سی زمین میرا بوجھ اٹھائے گی اور کون سا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا جب میں قرآن مجید میں اپنی رائے سے کچھ کہوں یا صحیح علم کے بغیر کوئی بات کروں۔"

صحابہ میں سے یہ احتیاط اس ہستی کی ہے جو بارگاہ نبوت ﷺ کے سب سے بڑے فیض یافتہ تھے اور جن کو سفر و حضر میں صحبت نبوی کی سعادت ارزانی ہوئی تھی۔ ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

"ھو التکلف فما علیک ان لا تدریہ."(31)

"لفظ "اب" میں زیادہ کرید نہ کرو کہ یہ محض تکلف ہے۔"

۲۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کلماتِ قرآنی کی تحقیق کے لیے شعراء عرب کے کلام کی طرف بھی رجوع کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خارجی سردار نافع بن الازرق کے سوالوں کے جواب میں شعراء جاہلیت کے کلام سے استشہاد کرتے ہوئے مفردات قرآنی کی تحقیق فرمائی۔

۳۔ صحابہؓ کی تفسیر کا اولین ماخذ ارشادات نبویہ ہوتے تھے جو بلاشبہ حجت شرعیہ ہیں۔ چنانچہ سفر امین نبوت کی روشنی میں صحابہ کی تفسیر کا عام طور پر تعلق عقائد، احکام اور ناسخ و منسوخ کے علم کے ساتھ پیوستہ تھا۔

۴۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غالب طور پر نزول قرآن کے مواقع اور اسباب نزول سے آگاہ ہوتے تھے اس لیے وہ ان امور کو سامنے رکھ کر قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتے تھے۔ مثلاً سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعلق ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے بھانجے تھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"ام المومنین اگر کوئی صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو کوئی حرج نہیں کیوں کہ قرآن مجید میں ہے:

''فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا.'' (32)

"اس میں کوئی حرج نہیں کہ ان (صفا و مروہ) کے درمیان چکر لگائے۔"

اس پر حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"اے عزیز! تو نے غلط سمجھا ہے اگر یہ بات ہوتی جو تم کہہ رہے ہو تو یوں ارشاد ہوتا۔ ''فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا''یعنی چکر نہ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔"

پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کے شان نزول کے حوالے سے وضاحت فرمائی کہ انصار مدینہ جو اسلام سے پہلے مناۃ کے لیے احرام باندھ کر آیا کرتے تھے اور صفا مروہ کے درمیان اساف اور نائلہ نامی دو بتوں کی بنا پر سعی کرنے میں حرج جانتے تھے۔ انہیں سمجھانے کے لیے فرمایا گیا ہے کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے دین کے شعائر ہیں جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں مقاموں کے درمیان سعی بھی کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قرآن مجید کی ہمہ جہتی تفسیر منقول ہے۔ مطلب یہ کہ عقائد، احکام، اخلاق و آداب، معاشرت وغیرہ ہر حوالے سے تفسیری روایات ذخیرۂ حدیث میں موجود ہیں۔ روایت حدیث کی طرح تفسیر قرآن کے بارے میں بھی صحابہ کے دو طبقے تھے، ایک طبقہ وہ جو روایت حدیث کی طرح تفسیر قرآن بیان کرنے سے بہت گریز کرتا تھا، اس لیے کہ تفسیر میں بھی روایت سے کام لیا جاتا ہے یا عقل و رائے سے چنانچہ روایت کے معاملہ میں ان کے سامنے یہ ارشاد نبوی ہے:

''من كذب على متعمدا فليتبوا مقعده من النار''(33)

"جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"

عقل و رائے سے تفسیر کرنے میں وہ اس لیے ڈرتے تھے ان کے سامنے یہ وعید تھی:

''من قال فى القرآن برايه فاصاب فقد اخطأ.''(34)

جو صحابہ کرام تفسیر قرآن بیان کرتے تھے ان کے سامنے یہ عظیم مقصد تھا کہ انہوں نے جو علم اور قرآن مجید کا فہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا وہ اسے لوگوں تک پہنچانا بہت ضروری سمجھتے تھے۔ ایسے لوگوں کے سامنے یہ ارشاد مبارک تھا:

''بلغوا عنى ولو آيه'' (35)

"میری طرف سے لوگوں تک پہنچادو چاہے وہ ایک ہی آیت (کا علم) ہو۔"

''رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔''(36)

''اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ لوگ اس پر راضی ہیں۔''

معروف مفسر صحابہ کرام:

۱۔ سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ	م ۱۳ھ
۲۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	م ۲۳ھ
۳۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ	م ۳۵
۴۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	م ۴۰ھ
۵۔ سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ	م ۶۸ھ
۶۔ سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ	م ۳۲ھ
۷۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	م ۲۰ھ / ۲۳ھ
۸۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	م ۴۵ھ
۹۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	م ۱۷ھ / ۱۸ھ
۱۰۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	م ۶۵ھ
۱۱۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	م ۲۳ھ
۱۲۔ سیدتنا عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا	م ۵۷ھ
۱۳۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	م ۷۸ھ
۱۴۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	م ۴۲ھ / ۴۴ھ
۱۵۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	م ۵۸ھ
۱۶۔ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	م ۷۲ھ
۱۷۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ	م ۹۰ھ
۱۸۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ	م ۳۲ھ

وقت گزرنے کے ساتھ جب علوم و فنون کی مختلف دائروں میں تقسیم ہوئی اور پھر ان کے اصول و قواعد وضع کیئے گئے تو اس کے ساتھ ہی ہر علم کے دائرۂ کار میں وسعت پیدا ہوتی گئی اور اس کے مختلف پہلوئوں اور گوشوں سے متعلق بحث ہونے لگی تو ایک ہی علم و فن سے کئی کئی شاخین پیدا ہوئیں تو اس طرح وہ علم تدوین و ارتقاء کی منزلیں طے کرنے لگا۔ علمی ارتقاء کے اسی سفر میں علم تفسیر نے جب ارتقائی مراحل طے کئے تو اس کی ایک فرع ''تفسیر الاحکام'' قرار پائی۔ تفسیری ذوق رکھنے والے فقہاء کرام نے قرآن مجید کی فقہی آیات کی تفسیر بیان کرنے کا فریضہ اس خوبی کے ساتھ

انجام دیا کہ آج دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔ذیل میں ہم علماء اسلام کی تفسیر احکام کا ایک اجمالی تاریخی جائزہ پیش کرتے ہیں[37]

تفسیر احکام کا ارتقائی جائزہ:

1. احکام القرآن	امام محمد بن ادریس الشافعی	۲۰۴ھ
2. احکام القرآن	شیخ ابوالحسن علی بن حجر السعدی	۲۴۴ھ
3. احکام القرآن	قاضی ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق المالکی البصری	۲۸۲ھ
4. احکام القرآن	شیخ ابوالحسن علی بن موسیٰ القمی الحنفی	۳۰۵ھ
5. احکام القرآن	امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی	۳۲۱ھ
6. احکام القرآن	ابومحمد القاسم بن اصبغ القرطبی النحوی	۳۴۰ھ
7. احکام القرآن	ابوالفضیل باقر بن محمد بن العلاء القشیری،	۳۴۴ھ
8. تلخیص احکام القرآن	منذر بن سعید البلوطی قرطبی،	۳۵۵ھ
9. احکام القرآن	امام ابوبکر احمد بن علی جصاص الرازی	۳۷۰ھ
10. احکام القرآن	ابوعباس احمد بن علی بن احمد الربعی الباغانی،	۴۰۱ھ
11. مختصر احکام القرآن	شیخ ابومحمد مکی بن ابی طالب	۴۳۷ھ
12. تلخیص احکام القرآن	ابوبکر احمد بن حسین البیہقی	۴۵۸ھ
13. احکام القرآن	امام ابوالحسن علی بن محمد المعروف الکیاہرسی شافعی	۵۰۴ھ
14. احکام القرآن	امام محمد بن عبداللہ الاندلسی (بمذہب مالک)	۵۴۳ھ
15. احکام القرآن	الشیخ عبدالمنعم بن محمد فرس الغرناطی	۵۹۷ھ
16. الجامع لاحکام القرآن	محمد بن احمد بن فرح القرطبی (مالکی)	۶۷۱ھ
17. القول الوجیز فی احکام الکتاب العزیز	شہاب الدین ابوالعباس احمد بن یوسف حلبی	۷۵۶ھ
18. تلخیص احکام القرآن	شیخ جمال الدین محمود بن احمد	۷۷۰ھ
19. رسالہ فی آیات الاحکام فی القرآن الکریم	شیخ علی بن شہاب ہمدانی	۷۸۶ھ
20. الثمرات الیانعة	یوسف بن احمد الثلائی زیدی	۸۳۲ھ

21. الاکلیل فی استنباط التنزیل	امام جلال الدین السیوطی	۹۱۱ھ
22. التفسیرات الاحمدیة فی بیان الآیات الشرعیه	الشیخ احمد جیون	۱۱۳۰ھ
23. تفسیر آیات الاحکام	شیخ محمد بن ناصر بن یحی عباسی آلہ آبادی،	۱۱۶۳ھ
24. نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام	نواب صدیق حسن خان بھوپالی	۱۲۰۷ھ
25. تفسیر آیات المواریث	شیخ محمد بن معین انصاری لکھنوی	۱۲۵۸ھ
26. تفسیر آیات الاحکام	علی بن دلدار علی المجتہد الشیعی لکھنوی	۱۲۵۹ھ
27. تقریب الافھام لتفسیر آیات الاحکام	مفتی محمد قلی بن حسین	۱۲۶۰ھ
28. تفسیر آیات الاحکام	شیخ عبد العلی بن پیر علی نگرامی حنفی	۱۲۹۶ھ
29. تفسیر آیات الاحکام	سید انور علی	۱۳۰۳ھ
30. احکام القرآن	امام ابن کثیر	۱۳۳۰ھ
31. تفسیر آیات الاحکام من کلام رب الانام	شیخ احمد حسن دہلوی	۱۳۳۸ھ
32. احکام القرآن	مولانا محمد جلال الدین قادی	۱۴۳۰ھ
33. تفسیر آیات الاحکام-	علامہ بزدوی،	۱۷۱۴ء
34. انوار الفرقان وازیاد القرآن	شیخ غلام نقشبندی لکھنوی	۱۷۱۴ء
35. ثواقب التنزیل فی اماره التاویل	علی اصغر قنوجی	۱۷۲۸ء

ابن ندیم نے اپنی فہرست میں درج ذیل فقہی تفاسیر کا ذکر کیا ہے:

۳۶۔ کتاب احکام القرآن علی مذہب مالک

۳۷۔ کتاب احکام القرآن، — احمد بن معزل

۳۸۔ کتاب احکام القرآن بمذہب اہل عراق، — ابو بکر رازی

۳۹۔ کتاب مجرد احکام القرآن، — یحی ابن آدم

۴۰۔ کتاب احکام القرآن بروایت ابن عباسؓ کلبی

۴۱۔ کتاب ایجاب التمسک باحکام القرآن، — یحی بن اکثم

۴۲۔ کتاب احکام القرآن، — ابو ثور ابراہیم بن خالد

۴۳۔ کتاب احکام القرآن، — داؤد بن علی

۴۴۔ کتاب الایضاح عن احکام القرآن
۴۵۔ کنز العرفان فی فقہ القرآن (شیعہ) مقداد بن عبد اللہ السیوری
۴۶۔ احکام الکتاب المبین، علی بن عبد اللہ بن محمود شنقکی
۴۷۔ شرح الخمس بایۃ آیۃ، حسین بن احمد النجری
۴۸۔ فقہ المرام شرح آیات الاحکام، محمد بن حسین بن قاسم.[38]

موجودہ دور میں قرآن مجید کی فقہی تفاسیر میں درج ذیل تفاسیر کے نام نمایاں ہیں۔

۴۹۔ روائع البیان تفسیر آیات الاحکام من القرآن، الشیخ محمد علی الصابونی
۵۰۔ تفسیرات الاحکام، محمد علی السایس، عبد الطیف السبکی، محمد ابراہیم کرسون
۵۱۔ تفسیرات الاحکام من سورۃ النساء، شیخ محمد الخانجی البوسنوی
۵۲۔ تفسیر آیات الاحکام، شیخ مناع القطان
۵۳۔ تفسیر آیات الاحکام، محمد بن علاء الدین
۵۴۔ منتخب احکام القرآن، مولوی علی بن جنگ بہادر خاں المانا باروی[39]

نتائج بحث

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب قرآن مجید کی کسی مشکل مقام کو سمجھنے کی ضرورت پیش آتی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے اور اپنا مدعا پیش کرتے۔ اس پر آپ جو بھی راہنمائی فرماتے صحابۂ کرام اس پر عمل کرتے تھے۔ یہی ارشاداتِ نبویہ قرآن مجید کی "تفسیر نبوی" کہلاتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد کبار صحابہ کے علاوہ جن صحابہ نے بھی آیات وکلماتِ قرآنی کے حوالے سے جو کچھ کہا اس کی دو صورتیں تھیں۔ پہلی یہ کہ جو کچھ انہوں نے زبان رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اس کو بیان کر دیا۔ جبکہ دوسری صورت یہ تھی کہ انہوں نے نبوی تعلیمات کی روشنی میں اپنے علم و فہم اور اجتہاد سے کام لیتے ہوئے آیات وکلماتِ قرآن کے مفہوم کو واضح کر دیا، اس طرح صحابہ کرام سے منقول تفسیر امت کو نصیب ہوئی۔

اسی طرح یہ حقیقت بھی ہمارے سامنے واضح ہو کر آتی ہے کہ عہد نبوی اور دورِ صحابہ میں قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنے کا وہ اسلوب نہیں تھا جو آج کل ہمارے ہاں مروج ہے کہ پہلے کسی آیت کا شان نزول، بیان کا جاتا ہے۔ پھر کلمات کی لغوی تحقیق اور نحوی تراکیب اور آخر میں زیر بحث آیت میں مذکور احکام و مسائل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اس دور ہمایوں میں براہ راست متن قرآن کو آسان پیرائے میں بیان کر دیا جاتا ہے۔

پیشِ نظر مقالہ سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

i. قرآنِ مجید قلب محمدی پر نازل کیا گیا، اس لئے مفسر اول کی حیثیت بھی آپ کو ہی حاصل ہے۔

ii. نبی اکرم ﷺ کو تشریعی اور تشریحی دونوں حیثیتیں حاصل تھیں۔

iii. نبی اکرم ﷺ کا اسلوب تفسیر ایسا نہ تھا جیسا کہ عام مفسرین کا ہے، بلکہ آپ کا عمومی طریقہ یہ تھا کہ پہلے کوئی مسئلہ بیان فرمادیتے اور آخر میں آیت پڑھ دیتے تو اس طرح وہ آیت اس مسئلہ کی دلیل بن جاتی تھی۔

iv. صحابہ کرام کو فہم قرآن میں اگر کوئی مشکل پیش آتی تو وہ نبی اکرم ﷺ کو طرف رجوع کرتے تھے

v. بیان تفسیر کے لئے صحابہ کرام بالعموم وہی طریقہ اختیار فرماتے تھے جو نبی اکرم ﷺ کا طریقہ تفسیر تھا

vi. بعض صحابہ کلماتِ قرآنی کی تحقیق کے لئے ضرورت کے وقت عربی شاعری کی طرف بھی رجوع کرتے تھے۔

☆☆ ☆☆ ☆

﴿حوالہ جات وحواشی﴾

1. القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، (2007ء). ترجمہ عرفان القرآن، لاہور منہاج القرآن پبلی کیشنز، النحل، 44:12
2. حریری غلام احمد پروفیسر، (س۔ن). تاریخ تفسیر و مفسرین، فیصل آباد، ملک سنز پبلیشرز، ص:33
3. سیوطی، جلال الدین علامہ، (1402ھ). الاتقان فی علوم القرآن، لاہور، ادارہ اسلامیات، ج:1، ص:21
4. حریری، غلام احمد، تاریخ تفسیر و مفسرین، ص:36-37
5. دہلوی شاہ ولی اللہ، (1981ء). الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، مترجم؛ مولوی محمد عبید اللہ بن خوشی محمد، لاہور، علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب، ص:3،2
6. القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، (2008ء). ترجمہ عرفان القرآن، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، النحل، 64:12
7. القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، (2008ء). ترجمہ عرفان القرآن، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، النساء، 105:4
8. محمد طاہر القادری ڈاکٹر، (2006ء). الحکم الشرعی، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص:125، 122
9. النووی، محی الدین یحی بن شرف، (1996ء)۔ صحیح مسلم، باب حد الزانی، بیروت، دار الخیر، رقم الحدیث 1690:
10. ایضاً، رقم الحدیث:1628
11. العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، (1986ء)۔ فتح الباری، باب رجم المحصن، دار الریان للتراث، رقم الحدیث 6427:
12. بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، (2009ء)۔ صحیح بخاری، باب: صفۃ الصلاۃ، دار الریان للتراث، رقم الحدیث: 1
13. العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، (1989ء)۔ تلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير، دار الکتب العلمیہ، رقم:495

14. القَزْوِينِيّ، محمّد بن يزيد بن ماجه، (س-ن)۔ سنن ابن ماجہ، باب الكبد والطحال، دار الكتب العلمية، ج:2، رقم الحديث:1102
15. النووی، محی الدین یحی بن شرف،(1996ء)۔ صحیح مسلم،باب المسح على الخفين، رقم الحديث: 272
16. ایضا،باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح، رقم الحديث:1408
17. العسقلانی،احمد بن علی بن حجر،فتح الباری، باب: والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما،رقم الحديث:6407
18. العسقلانی،(2009ء). سبل السلام،ج:4،ص:42
19. النووی، صحیح مسلم، رقم الحديث: 1090
20. محمد طاہر القادری ڈاکٹر،(2006ء).الحکم الشرعی،لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص:208-109
21. القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر ،(2006ء).مقدمہ سیرت الرسول، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ج:1، ص:208،2010
22. چشتی مشتاق احمد حافظ،(1993ء)۔ علم تفسیر اور مفسرین، ملتان، مدرسہ انوار العلوم، ص:64
23. الازدی، الربیع بن حبیب بن عمر البصری،(1415ھ). مسند الربیع، بیروت، دارالحکمۃ،ج:1،ص:301،رقم:796
24. (i)۔بخاری، ابو عبد الله محمد بن اسماعیل،(1993ء).الصحیح، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الليل، دار ابن كثير دمشق، شام، رقم الحديث:4666
(ii)۔مسلم،ابن الحجاج قشیری،(1972ء).الصحیح، کتاب القدر،باب كيفية الخلق الآدمی فی بطن امه وكتابة رزقه واجله وعمله وشقاوته و سعادتة،بیروت، دار احياء التراث العربی،ج:4، ص:2040، الرقم:2047
25. القادری، محمد طاہر،ڈاکٹر،(2008ء). ترجمہ عرفان القرآن،لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، الانعام،6:86
26. (i)۔ ترمذی،ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورة،(س.ن). کتاب تفسیر القرآن، مکتبۃ التجاریۃ، مصطفی احمد الباز، مکۃ المکرمۃ، سعودی عرب، باب من سورة التوبۃ،5: 245،رقم:3067
(ii)۔ بخاری،الصحیح،کتاب الانبیاء، باب قول الله تعالیٰ: ولقد أتينا لقمان الحكمة أن اشكر لله، ج:3،ص:1262
(iii)۔ ابن منده محمد بن اسحاق بن یحیٰ بن منده،(س-ن). الایمان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، البنان، ج:1، ص:418،رقم:267
27. ذهبی محمد حسين دكتور،(دون سنة الطبع).التفسير والمفسرون، باب، تفسير فی عهد النبیﷺ وأصاحابه، الفصل الاول، آوند دانش للطباعة والنشر،ج:1، ص:26
28. السیوطی، جلال الدین ، الاتقان فی علوم القرآن،ص:78

29. الأصبحي، أبو عبد الله مالك بن أنس بن مالك،(دون سنة الطبع). موطا امام مالک، باب الرخصة فی قراءة القرآن، علی غیر وضو،کراچی، میر محمد کتب خانہ،ص:190
30. الدمشقی،ابوالفدا حافظ ابن کثیر،(1992ء). تفسیر القرآن العظیم،مکتبہ حقانیہ پاکستان پشاور،ج:1،ص:10
31. (i)۔الآلوسی،ابوالفضل شہاب الدین السید محمود،(س.ن). فتح القدیر،بیروت،داراحیاء التراث العربی،ج:30،ص:40
(ii)۔الزہری،محمد بن سعد منیع ابوعبداللہ البصری،(س.ن). الطبقات الکبریٰ،بیروت،دارصادر،ج:3،ص:370
32. (i)۔قادری جلال الدین علامہ،(2006ء). احکام القرآن،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور،ج:1، ص:87
(ii)۔پانی پتی ثناء اللہ قاضی،(س۔ن)۔ تفسیر مظہری،کوئٹہ،مکتبہ عربیہ کانسی رود،ج:1،ص:155
(iii)۔خازن،علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم، تفسیر الخازن، حسینی کتب خانہ، سکندری روڈ پار ہوتی مردان، ج:1،ص:106
(iv)۔بیضاوی، قاضی ناصر الدین بیضاوی،(1996ء)۔انوار التنزیل،بیروت،دارالفکر،ص:118
33. (i)۔مسلم،المقدمۃ،ج:1،ص:10،رقم:3
(ii)۔بخاری،الصحیح،ج:3،ص:1274،رقم:1432
(iii)۔مسلم،الصحیح،بیروت،داراحیاء التراث العربی،ج:1،ص:10،رقم:4
(iv)۔ابن حبان،الصحیح،ج:1،ص:214،رقم31،مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
(v)۔ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی،(1998ء). السنن، باب التغليظ فی تعمد الكذب علی رسول اللہ ﷺ،دارالکتب العلمیہ،بیروت،لبنان،ج:1،ص:41،رقم:30
34. (i)۔سنن ابی داؤد،ج:2،ص:157
(ii)۔ترمذی السنن،ج:5،ص:184،رقم:2952
(iii)۔طبرانی،المعجم الاوسط،ج:5،ص:208،رقم:5101،القاہرہ،دارالحرمین
(iv)۔طبرانی،المعجم الکبیر،رقم:۱۶۷۲،مکتبہ الزہراء الموصل،ج:2،ص:163
(v)۔ابی یعلیٰ،المسند،دارالمامون للتراث دمشق،ج:3،ص:90،رقم:۱۲۵۰
35. (i)۔تفسیر ابن کثیر،ج:1،ص:4،
(ii) بخاری،الصحیح،دار ابن کثیر الیمامۃ بیروت، ۱۲۷۵:۳،رقم:۳۲۷۴،
(iii)ترمذی،السنن،داراحیاء التراث العربی بیروت، ۴۰:۵،رقم:۲۶۶۹،
(iv)ابن حبان،الصحیح،مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۹:۱۴،رقم:۶۲۵۶
(v)الدّرامی،السنن، دارالکتب العربی بیروت، ۱۴۵:۱،رقم:۵۴۲،
(vi)۔عبدالرزاق،المصنف،المکتبہ الاسلامی بیروت، ۱۰۹:۶،رقم:۱۰۱۵۷،
(vii)احمد بن حنبل،المسند،۱۵۹:۲،رقم:۶۴۸۶

36. (i)القادری، محمد طاہر،ڈاکٹر،(2008ء)۔ترجمہ عرفان القرآن، منہاج القرآن پبلی کیشنزلاہور، البینۃ،8:98
(ii) کشف الظنون، حاجی خلیفہ ،ج:1، ص:20
37. (i) مقدمہ تفسیراتِ احمدیہ،(س.ن). مترجم قاری عادل خان قرآن کمپنی اردو بازارلاہور، ص:11،10
(ii)الصابونی، محمد علی الشیخ،(۲۰۰۵ء). التبیان فی علوم القرآن،لاہور، المنیران اردوبازارج:3، ص:589،590
38. (i) حریری، غلام احمد پروفیسر، تاریخ تفسیر وامفسرین، صفوت مصطفی خلیل و فیتش دکتور، الامام ابو بکر الرازی، ص:664
(ii)الرازي ، أبو بكر الامام،(2008ء).الجصاص ومنهجه فى التفسير،(رسالة، دكتوره) القاهرة، دارالسلام،ج:5، ص:602
(iii)فتوی صدیق بن حسن،(1983ء). ابجد العلوم، المکتبہ القدوسیہ لاہور، ج:3، ص:279
39. الصابونی محمد شیخ، (2005ء)۔ التبیان فی علوم القرآن ، (مترجم: محمد آصف نسیم) لاہور، المیزان اردو بازار، ص:589

☆☆☆☆☆☆

﴿مصادر و مراجع﴾

1. ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی،(1998ء). السنن، بیروت دار الکتب العلمیۃ
2. ابن مندہ محمد بن اسحاق بن یحیٰ بن مندہ،(س۔ن). الایمان، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ
3. الازدی، الربیع بن حبیب بن عمر البصری،(1415ھ)۔ مسند الربیع، بیروت، دار الحکمۃ
4. الأصبحي، أبو عبد الله مالك بن أنس بن مالك، (دون سنة الطبع). موطا امام مالک، باب الرخصة فی قراءة القرآن، علی غیر وضو، کراچی، میر محمد کتب خانه
5. الآلوسی، ابوالفضل شهاب الدین السید محمود، (دون سنة الطبع).فتح القدیر، بیروت، داراحیاء التراث العربی
6. بخاری، ابو عبد الله محمد بن اسماعیل، (1993ء). الصحیح، دمشق، دار ابن کثیر
7. بیضاوی، قاضی ناصر الدین بیضاوی،(1996ء)۔ انوار التنزیل، بیروت، دار الفکر
8. پانی پتی ثناء اللہ قاضی،(س۔ن)۔ تفسیر مظہری، کوئٹہ، مکتبہ عربیہ کانسی رود
9. ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ،(س.ن). کتاب تفسیر القرآن، مکۃ المکرمۃ، مکتبۃ التجاریۃ

10. چشتی مشتاق احمد حافظ،(1993ء)۔ علم تفسیر اور مفسرین، ملتان، مدرسہ انوار العلوم
11. حاجی خلیفہ،(س۔ن)۔ کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون، بیروت، دار احیاء التراث العربی
12. حریری غلام احمد پروفیسر،(س۔ن). تاریخ تفسیر و مفسرین، فیصل آباد، ملک سنز پبلیشرز
13. خازن، علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم،(س.ن). تفسیر الخازن، حسینی کتب خانہ، سکندری روڈ پار ہوتی مردان
14. خلیل و فیتش، صفوت مصطفی الدکتور،(2008ء). الجصاص و منہجہ فی التفسیر،(رسالۃ، دکتورہ) القاہرہ، دار السلام
15. الدّرامی، عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن عبد الصمد، (س.ن). السنن، بيروت، دارالكتب العربى
16. الدمشقی، ابو الفدا حافظ ابن کثیر،(1992ء). تفسیر القرآن العظیم، پشاور، مکتبہ حقانیہ
17. دہلوی شاہ ولی اللہ،(1981ء). الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، مترجم مولوی محمد عبید اللہ بن خوشی محمد، لاہور، علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب
18. ذهبى محمد حسين دكتور،(دون سنة الطبع).التفسير والمفسرون، باب، تفسير فى عهد النبىﷺ وأصاحابه، الفصل الاول، آوند دانش للطباعة والنشر
19. الزہری، محمد بن سعد منیع ابو عبد اللہ البصری،(س.ن). الطبقات الکبری، بیروت، دار صادر
20. سیوطی، جلال الدین علامہ،(1402ھ). الاتقان فی علوم القرآن، لاہور، ادارہ اسلامیات
21. الصابونی، محمد علی الشیخ،(2005ء). التبیان فی علوم القرآن، مترجم، محمد آصف نسیم، لاہور، المنیر ان اردو بازار
22. الصنعاني، عبد الرزاق بن همام، (1970ء). المصنف، بيروت، المكتبه الإسلامى
23. الطبرانى، ابو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب، (2010ء). المعجم الاوسط، القاهره، دارالحرمين
24. قنوی صدیق بن حسن،(1983ء). ابجد العلوم، لاہور، المکتبہ القدوسیہ
25. قادری جلال الدین علامہ،(2006ء). احکام القرآن، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز
26. القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر،(س.ن). مقدمہ سیرت الرسول، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز
27. القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر،(2008ء). ترجمہ عرفان القرآن، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز
28. القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر،(2006ء). الحکم الشرعی، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز
29. مسلم، الصحیح، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ابن حبان، الصحیح مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
30. مسلم، ابن الحجاج قشیری،(1972ء). الصحیح بیروت، لبنان، دار احیاء التراث العربی
31. مقدمہ تفسیراتِ احمدیہ،(س.ن). مترجم قاری عادل خان قرآن کمپنی اردو بازار لاہور
32. الموصلی، ابی یعلیٰ،(1989ء)۔ المسند ابی یعلی، دمشق، دار المامون للتراث